Lesson 3: Hud (Ayaat 50- 83): Day 11

سُوۡرَةُ هُودٍ کی تفسیر

آیت 61-68 میں حضرت صالح کا قصہ ہے۔ قومِ ثمود کی طرف آیت ہے

وَاِلٰی ثَمُوۡدَ اَخَاهُمۡ صٰلِحًا ۘ قَالَ یٰقَوۡمِ اعۡبُدُوا اللّٰهَ مَا لَکُمۡ مِّنۡ اِلٰهٍ غَیۡرُهٗ ؕ هُوَ اَنۡشَاَکُمۡ مِّنَ الۡاَرۡضِ وَاسۡتَعۡمَرَکُمۡ فِیۡهَا فَاسۡتَغۡفِرُوۡهُ ثُمَّ تُوۡبُوۡۤا اِلَیۡهِ ؕ اِنَّ رَبِّیۡ قَرِیۡبٌ مُّجِیۡبٌ ﴿۶۱﴾

اور ثمود کی طرف ہم نے ان کے بھائی صالحؑ کو بھیجا اُس نے کہا "اے میری قوم کے لوگو، اللہ کی بندگی کرو، اُس کے سوا تمہارا کوئی خدا نہیں ہے وہی ہے جس نے تم کو زمین سے پیدا کیا ہے اور یہاں تم کو بسایا ہے لہٰذا تم اس سے معافی چاہو اور اس کی طرف پلٹ آؤ، یقیناً میرا رب قریب ہے اور وہ دعاؤں کا جواب دینے والا ہے"

یہ کون تھے؟ قومِ عاد کے بچے کُھچے لوگ۔ جب قوم عاد پہ عذاب آیا تو جو لوگ بچ گئے، وہ "حجر" میں جا کے آباد ہو گئے۔ یعنی اپنے علاقے سے نکل کے وسطی علاقے کی طرف گئے اور حجر میں آباد ہو گئے۔ ان لوگوں کی نسل میں سے ایک قوم اُبھری جس کا نام ثمود تھا۔ یہ اپنے وقت کی سُپر پاور تھی اور اپنے وقت کے چُنے ہوئے لوگ تھے۔ اللہ نے ان کو بہت کچھ دیا لیکن ان لوگوں نے اپنی ترقی کو اللہ سے دوری کا ذریعہ بنا لیا۔ وقت کے ساتھ ان کے اندر وہی خرابیاں پیدا ہو گئیں جو پچھلی قوموں میں تھیں۔ بُت پرستی اور شرک میں مبتلا ہو گئے۔ اور اس قوم میں خاص طور پہ اپنی ذات کو بڑا سمجھنے کا مرض پیدا ہو گیا۔ اللہ تعالٰی نے اُن کی اصلاح کے لیئے حضرت صالحؑ کو بھیجا۔ حضرت صالحؑ کا پیغام بھی وہی تھا جو پچھلے نبیوں کا تھا؛

۔ قَالَ يٰقَوۡمِ اعۡبُدُوا اللّٰهَ مَا لَـكُمۡ مِّنۡ اِلٰهٍ غَيۡرُهٗ۔ اے میری قوم کے لوگو، اللہ کی بندگی کرو، اُس کے سوا تمہارا کوئی خدا نہیں ہے۔

اس جملے کی خوبصورتی دیکھیئے جس نے واقع ہی میں اللہ کو اپنا بنایا ہے اُس کا تو دل کرے گا کہ اس آیت کو چوم لے۔ اللہ کے سوا میرا کوئی نہیں ہے۔ اللہ سے اتنا خوبصورت تعلق بنتا ہے۔

اب قَرِيۡبٌ مُّجِيۡبٌ پہ بات کریں گے۔ اللہ سبحانہ وتعالی کے دو نام ہیں۔ قَرِيۡبٌ اور مُّجِيۡبٌ ۔

سوررۃ بقرہ میں ہم پڑھ چُکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ قریب ہے اور مُجیب کیا ہے؟ حقیقت یہ ہے کہ دنیا میں جتنا بھی شرک پھیلا، ان دو ناموں کے انکار سے پھیلا۔ اللہ دور ہے بیچ میں وسیلے لے آو۔ اللہ کہتا ہے میں دور نہیں ہوں، میں قریب ہوں۔ اللہ کی بجائے بزرگوں یا بُتوں کو سُناو وہ تمہاری بات اللہ تک پہنچائیں۔ اللہ کہتا ہے نہیں میں مُجیب جواب دینے والا ہوں۔ ان دو لفظوں پر غور کرکے دیکھ لیجیئے۔ اللہ کو نہ تو کسی واسطے اور وسیلے کی ضرورت ہے۔ آج کے دور میں کہا جاتا ہے کہ چھت پہ جانے کے لیئے سیڑھی لگانی پڑتی ہے۔ تو اللہ کے لیئے بیچ میں بزرگوں کی سیڑھیاں لگانی پڑتی ہیں۔

سورۃ کہف کی ابتدائی آیتیں ہیں۔ وہ تو انسان کی شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے۔ جب اتنا قریب ہے تو اُس کے لیئے کسی دوسرے کو بیچ میں لانے کی ضرورت نہیں ہے۔ جس نے تمہیں زمین پہ پیدا کیا، آباد کیا، صلاحیتیں دیں۔ تم بڑے بڑے گھر بناتے ہو، خوراک کے لیئے کاشت کاری کرتے ہو۔ تو پھر اُسکی بات بھی مانو۔ وہ قریب اور سُننے والا ہے۔

قَالُوۡا يٰصٰلِحُ قَدۡ كُنۡتَ فِيۡنَا مَرۡجُوًّا قَبۡلَ هٰذَاۤ اَتَنۡهٰٮنَاۤ اَنۡ نَّعۡبُدَ مَا يَعۡبُدُ اٰبَآؤُنَا وَاِنَّنَا لَفِىۡ شَكٍّ مِّمَّا تَدۡعُوۡنَاۤ اِلَيۡهِ مُرِيۡبٍ‏ ﴿۶۲﴾

انہوں نے کہا "اے صالحؑ، اس سے پہلے تو ہمارے درمیان ایسا شخص تھا جس سے بڑی توقعات وابستہ تھیں کیا تو ہمیں ان معبودوں کی پرستش سے روکنا چاہتا ہے جن کی پرستش ہمارے باپ دادا کرتے تھے؟ تو جس طریقے کی طرف ہمیں بلا رہا ہے اس کے بارے میں ہم کو سخت شبہ ہے جس نے ہمیں خلجان میں ڈال رکھا ہے"

یہاں انداز دیکھئے۔ وہ کہہ رہے ہیں کہ اے صالح آپ تو ہماری اُمیدوں کا مرکز تھے۔ آپ سے تو ہمیں بڑی لمبی چوڑی اُمیدیں تھیں۔ آپ کا اخلاق اتنا اچھا تھا کہ ہم تو سوچ رہے تھے کہ آپ اپنے باپ دادا کا نام روشن کریں گے۔ لیکن یہ آپ نے کیا کِیا کہ اپنے ہی باپ دادا کے طور طریقوں پر تنقید شروع کر دی۔ آپ نے تو قوم کی اُمیدوں پر پانی پھر دیا۔

نبی سوسائٹی کی کریم ہوتے ہیں نبی کریمؐ کو نبوت سے پہلے "صادق اور امین" کا ٹائٹل مِلا تھا۔ یہ اپنے دور کے بہترین لوگ ہوتے ہیں۔ اُنکا اخلاق، اُنکی شخصیت اور اُنکا کردار مثال ہوتے ہیں۔ وہ چھچھورے نہیں ہوتے۔ لوگوں کو طعنہ دینے والے نہیں ہوتے۔ وقت بے وقت لوگوں کے گھروں میں جاکے اُنہیں تنگ کرنے والے نہیں ہوتے۔ انتہائی سلجھے اور مہذب لوگ ہوتے ہیں۔ جسکی وجہ سے قوم اُنکی عزت کرتی ہے۔ جس طرح یہاں قومِ ثمود کی باتوں سے پتہ چل رہا ہے کہ وہ حضرت صالحؑ کی بہت عزت کرتے تھے۔ لیکن جب اُنہوں نے دین کے نام پر اُنکے رسم ورواج پہ تنقید کی، اُنہیں بُرا لگا۔

آج بھی ایسا ہی ہوتا ہے۔ جو لوگ دین سے دور ہوتے ہیں اُنکا وہ بچہ جو بہت ٹیلنٹڈ تھا، میڈیکل کالج میں جارہا تھا، پتہ چلا کہ وہ وہاں کسی مسلم گروپ سے مل گیا کہ جو دین کی باتیں کرتے ہیں۔ بچے نے داڑھی رکھ لی، پھر آہستہ آہستہ دعوٰہ کا کام شروع کیا تو ایسے موقع پہ اکثر ماں باپ یہی کہتے ہیں کہ بیٹا تم سے تو ہمیں بڑی اُمیدیں تھیں، یہ تم کس طرف لگ گئے۔

توفیق چوہدری کا نام یاد آجاتا ہے۔ وہ اپنے لیکچرز میں بتاتے ہیں کہ میں میڈیکل میں تھا۔ ڈاکٹر بن رہا تھا۔ بنگالی فیملی سے ہیں۔ کہتے ہیں کہ میڈیکل کے آخری سالوں میں مجھے لگا کہ مجھے دین سیکھنے پہ محنت کرنی چاہیئے۔ میری خواہش ہوئی کہ میں سعودی عرب دین سیکھنے کے لیئے جاوں۔ کسی طرح اللہ کے حکم سے سارا کام ہو گیا۔ میرے لیئے سب سے مشکل مرحلہ یہ تھا کہ اپنے ماں باپ کو کیسے بتاوں۔ اور جس دن میں نے اُنہیں یہ بتایا کہ میں میڈیکل کو چھوڑ کے سعودی عرب دین کی تعلیم سیکھنے جارہا ہوں۔ تو انہیں یوں لگا کہ اُس دن اُن کے سروں پر ایک بم پھٹا تھا۔

ایک ایسے بچے کو میں خود جانتی ہوں جو باہر سے پڑھ کے آیا ہے۔ میڈیکل مکمل کرلی اور اب اللہ اُسکے دل میں خیر ڈال رہا ہے اور وہ کہتا ہے کہ مجھے دین بھی سیکھنا ہے۔ میں سعودی عرب پڑھنے کی لیئے جاؤں گا۔ وہ ماں باپ بہت خوش قسمت ہیں جن کے بچوں کو اللہ دین دے۔

لیکن حضرت صالحؑ کی قوم کو ایسے لگ رہا ہے کہ یہ تو غلط کام میں پڑ گئے۔ آپکی توحید کی دعوت پہ ہمیں بہت سخت شبہ ہے کی سب سے کٹ کے اللہ کے بن جاؤ۔ کمائیں گے کہاں سے، کھائیں گے کہاں سے۔ دین کی دعوت پر ہمارا دل تو بالکل مطمئن نہیں ہو رہا۔ حضرت صالح نے سیدھی سی بات کہی۔ یہ بالکل نہیں کہا کہ تم شادی بیاہ نہ کرو، کماؤ کھاؤ مت۔

لیکن لوگوں کو ایک رب کا بننے سے خوف آتا ہے اس وجہ سے وہ یہ سوچ لیتے ہیں کہ جو بچے اپنا کیرئیر چھوڑ کے دین کی طرف جا رہے ہیں یہ کھائیں گے کہاں سے۔ حالانکہ ان کو یہ نہیں پتہ جو جوانی میں اللہ کے راستے پہ آ گئے تو اللہ اُنکے دین اور دنیا کے کام کیسے خوبصورت کرے گا۔ خوف اور اندیشے ہمارے اپنے اندر ہوتے ہیں۔

یہاں لفظ دیکھیئے مُرِيبٍ۔ ریب سے ہے، بے چین کرنے والا۔ یہاں ایک چھوٹا سا نقطہ ہے کہ اُنہیں حضرت صالحؑ کی دعوت پہ شک کیوں ہوا؟ اس لیئے کہ اُن کی نظریں دنیا پہ لگی ہوئی تھیں۔ اُنہوں نے دنیا کو ہی سب کچھ سمجھ لیا ہوا تھا۔ جب بھی کسی انسان کے دل میں دین کے معاملے میں شک آئے تو اُس کے سامنے دو راستے ہوتے ہیں۔ ایک یہ کہ اُس شک میں پڑ کے دین کے راستے پہ چل پڑے کہ ان میں اتنے شکوک و شبہات ہیں، ذرا میں بھی دیکھوں کہ اصل علم کیا ہے۔ تو ایسے انسان کے لیئے تو ہدایت کے دروازے کُھل جائیں گے۔ اور آہستہ آہستہ اللہ کے حکم سے اُسکا شک دور ہو جائے گا۔ دوسرا شک کا راستہ کیا ہوتا ہے کہ شک میں پڑ کے جو تھوڑا بہت دین تھا وہ بھی چھوڑ دیا۔ اسی لیئے یہ لوگ اپنے نبی پہ شک کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ آیت 63

قَالَ يٰقَوۡمِ اَرَءَيۡتُمۡ اِنۡ كُنۡتُ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنۡ رَّبِّىۡ وَاٰتٰٮنِىۡ مِنۡهُ رَحۡمَةً فَمَنۡ يَّنۡصُرُنِىۡ مِنَ اللّٰهِ اِنۡ عَصَيۡتُهٗ‌ فَمَا تَزِيۡدُوۡنَنِىۡ غَيۡرَ تَخۡسِيۡرٍ ﴿۶۳﴾

صالحؑ نے کہا "اے برادرانِ قوم، تم نے کچھ اس بات پر بھی غور کیا کہ اگر میں اپنے رب کی طرف سے ایک صاف شہادت رکھتا تھا، اور پھر اس نے اپنی رحمت سے بھی مجھ کو نواز دیا تو اِس کے بعد اللہ کی پکڑ

سے مجھے کون بچائے گا اگر میں اُس کی نافرمانی کروں؟ تم میرے کس کام آسکتے ہو سوائے اس کے کہ مجھے اور زیادہ خسارے میں ڈال دو

یہاں وہی بات ہے جو پیچھے بھی ہوئی کہ دیکھو میری پچھلی زندگی تمہارے سامنے ہے، میرا کردار میرا اخلاق اس بات کا گواہ ہے کہ میں تمہارے معاشرے کا ایک سلجھا ہوا انسان تھا۔ اور اللہ نے مجھے رحمت یعنی وحی بھی عطا کر دی۔ اب اس بات کو اپنے اوپر لیجیے۔ ہم میں سے کون اپنی دوستوں کو یہ کہہ سکتا ہے کہ دیکھو میری عادتوں کا تو تمہیں پہلے بھی پتہ ہے۔ میں نے تمہارے ساتھ کبھی کسی کی غیبت نہیں کی، کبھی کسی پہ الزام نہیں لگایا، کبھی کسی کو طعنہ نہیں دیا اور اب تو میں قرآن بھی پڑھنے لگ گئی ہوں۔ 12 سپارے ہونے لگے ہیں۔ ہم میں سے کوئی کہہ سکتا ہے۔ ہم تو ابھی پچھلے طعنوں پہ ہی شرمندہ ہیں۔ یہ وہ چیز ہے جسے نورٌ علیٰ نور کہتے ہیں۔

دین سیکھنے والے لوگ دو طرح کے ہوتے ہیں۔ ایک وہ جن کے پاس بہت تفصیل کے ساتھ قرآن پڑھنے کے لیئے نہیں تھا لیکن اُن کا کردار پہلے بھی بہت اچھا تھا۔ طعنوں، غیبت سے کوسوں دور تھے۔ ایسے لوگ جب دین سیکھ کے نکلیں گے تو لوگ بہت جلدی اُنکی عوت کو قبول کریں گے،، کیوں؟ کیونکہ لوگ کہیں گے کہ یہ تو پہلے ہی اتنا خوبصورت تھا، اب اور خوبصورت ہو گیا ہے۔

اب دوسرے کو سوچیئے۔ پچھلی زندگی میں پہلے ہی بُرائیاں تھیں، اب قرآن آگیا۔ کچھ لوگ سادے اچھے نہیں لگتے۔ کچھ پہن اوڑھ لیں تو اچھے لگنے لگتے ہیں۔ یہ اُن لوگوں کی مثال ہے۔ قرآن سے پہلے زندگی میں حُسن نہیں تھا۔ قرآن نے اُنکو سجا سنوار دیا۔ اللہ کی نظروں میں یہ لوگ بہت خوبصورت ہیں لیکن لوگ اُن کو قبول نہیں کرتے۔ کہتے ہیں ”نو سو چوہے کھا کے بلی حج کو گئی“۔ یہ جو درس دے

رہی ہیں نا، آپکو پتہ ہے پہلے فلمیں دیکھتی تھیں۔ اللہ آپکو معاف کر دیتا ہے لیکن بندے نہیں معاف کرتے۔ اس لیئے اپنے لوگوں میں تبلیغ کرنا بہت مشکل ہوتا ہے۔ نبیوں کو اللہ پہلے سے بے داغ کردار اس لیئے دیتا ہے کہ وہ جب بھی دین کی دعوت دیں کوئی اُنکو طعنہ نہ دے۔ اس لیئے حضرت صالحؑ نے کہا کہ دیکھو میں پہلے بھی اچھا تھا، اب بھی اچھا ہوں تو اگر میں نافرمانی کروں تو مجھے اللہ سے کون بچائے گا۔ ہم سب یہ جملہ نوٹ کر لیں۔ بلکہ اسے دُہرائیں۔

مِنَ اللّٰهِ اِنۡ عَصَيۡتُهٗ ۚ فَمَنۡ يَّنۡصُرُنِىۡ مِنَ اللّٰهِ اِنۡ عَصَيۡتُهٗ۔ تو اِس کے بعد اللہ کی پکڑ سے مجھے کون بچائے گا اگر میں اُس کی نافرمانی کروں؟

اگر آپ کے دوست یا رشتہ دار جن کے ساتھ مل کے ہم پہلے غلط کام کرتے تھے تو یہ جملہ بول دیں۔ کہیں کہ دیکھو پہلے اور بات تھی لیکن اب اگر میں تمہاری خوشی کے لیئے یہ کام کروں تو مجھے کون بچائے گا۔ اور فَمَا تَزِيۡدُوۡنَنِىۡ غَيۡرَ تَخۡسِيۡرٍ۔ میری دوست، میری بہن تم میرا نقصان کر دو گی۔ آپ قرآن کے کوڈ ورڈز استعمال کر دیں، آپکو ایک جملہ بھی اپنی طرف سے نہیں بولنا پڑے گا۔ یہ اتنے دُکھ کی بات ہے کہ لوگوں کو ہمارا دین پہ آنا اتنا چُبھتا ہے کہ وہ ہمیں چڑانے کے لیئے اور غلط کام کرتے ہیں۔ بہت سے ایسے جُملے آپکو نیکی کی طرف آنے کے بعد سُننے کو ملیں گے کہ یہ تو ایسی ہو گئی اور ویسی ہو گئی۔ تو اللہ مجھے اور آپکو یہ کتنا پیارا جُملہ سکھا رہا ہے کہ دیکھو میں تمہارے کہنے پہ اللہ کی نافرمانی کروں گی تو مجھے اللہ سے کون بچائے گا۔ کیونکہ اُس گناہ کا وبال تو پھر کسی مشکل ہی کی صورت میں آئے گا۔ ایک فرضی سا کیس بنا کے اس معاملے کو دیکھتے ہیں کہ اگر اس وجہ سے کہ کوئی مجھ سے ناراض نہ ہو، میں اُس کے لیئے غلط کام کر لوں اور سچی بات ہے کہ غلط کام میں کشش ہوتی ہے۔ کسی کی خوشی کے لیئے

تھال پکڑ کے کھڑی ہو جاؤں، پتہ بھی ہے کہ یہ سب غلط ہے۔ اب وہ بندہ خوش ہو گیا، وڈیو بھی بن گئی۔ سب خوش ہیں کہ شکر ہے آج آپ نے کوئی رکاوٹ نہیں ڈالی۔ اب اُس جرم کی سزا میں جو ہم نے پروموٹ کیا، کوئی پریشانی آئی۔ ذہنی پریشانی کی صورت میں، بیماری کی صورت میں، اُن میں سے جن کی بات مان کے غلط کام کیا، کیا کوئی آ کے آپ کی مدد کر سکتا ہے۔

یہ تو شکر ہے کہ غیب کے پردوں میں یہ سب ہو رہا ہے۔ میں یقین سے ایک بات کہنے لگی ہوں کہ ہم پہ جو مشکلات آتی ہیں یہ اللہ کا احسان ہوتا ہے اور بہت سی مشکلات دوسروں کی خوشی کی خاطر کیئے ہوئے گناہوں کی وجہ سے آتی ہیں۔ اگر یہ غیب کا پردہ کُھلا ہوتا اور مجھے پتہ چلتا کہ یہ جو میرے سر میں درد ہے وہ میری فلاں دوست یا رشتہ دار کی غلط بات ماننے کی وجہ سے لگی ہے تو یقین کریں کہ میں اپنی تکلیف بھول کے اُس سے نفرت کرنا شروع ہو جاؤں گی۔ بلکہ اُس سے لڑنا شروع ہو جاوں کہ یہ جو اُس دن تمہاری بات مانی تھی یہ آج اُسکی وجہ سے مجھے تکلیف آئی ہے فَمَنۡ يَّنۡصُرُنِىۡ مِنَ اللّٰهِ اِنۡ عَصَيۡتُهٗ۔ اسکو کوڈورڈ بنالیں۔ میں نے نافرمانی نہیں کرنی، مجھے کون بچائے گا۔

وَيٰقَوۡمِ هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ لَـكُمۡ اٰيَةً فَذَرُوۡهَا تَاۡكُلۡ فِىۡۤ اَرۡضِ اللّٰهِ وَلَا تَمَسُّوۡهَا بِسُوۡٓءٍ فَيَاۡخُذَكُمۡ عَذَابٌ قَرِيۡبٌ ﴿۶۴﴾

اور اے میری قوم کے لوگو، دیکھو یہ اللہ کی اونٹنی تمہارے لیے ایک نشانی ہے اِسے خدا کی زمین میں چرنے کے لیے آزاد چھوڑ دو اِس سے ذرا تعرض نہ کرنا ورنہ کچھ زیادہ دیر نہ گزرے گی کہ تم پر خدا کا عذاب آجائے گا"

فَعَقَرُوۡهَا فَقَالَ تَمَتَّعُوۡا فِىۡ دَارِكُمۡ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ‌ ؕ ذٰ لِكَ وَعۡدٌ غَيۡرُ مَكۡذُوۡبٍ ﴿٦٥﴾

مگر انہوں نے اونٹنی کو مار ڈالا اس پر صالحؑ نے اُن کو خبر دار کر دیا کہ "بس اب تین دن اپنے گھروں میں اور رہ بس لو یہ ایسی میعاد ہے جو جھوٹی نہ ثابت ہو گی"

نبی کو اللہ کی طرف سے پتہ چل جاتا تھا کہ عذاب آنے والا ہے تو یہ ہو گا۔ اور واقع یہ ہوا۔

فَلَمَّا جَآءَ اَمۡرُنَا نَجَّيۡنَا صٰلِحًا وَّالَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا مَعَهٗ بِرَحۡمَةٍ مِّنَّا وَمِنۡ خِزۡىِ يَوۡمِئِذٍ‌ ؕ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ الۡقَوِىُّ الۡعَزِيۡزُ ﴿٦٦﴾

آخر کار جب ہمارے فیصلے کا وقت آ گیا تو ہم نے اپنی رحمت سے صالحؑ کو اور اُن لوگوں کو جو اس کے ساتھ ایمان لائے تھے بچا لیا اور اُس دن کی رسوائی سے ان کو محفوظ رکھا بے شک تیرا رب ہی دراصل طاقتور اور بالا دست ہے۔

وَاَخَذَ الَّذِيۡنَ ظَلَمُوا الصَّيۡحَةُ فَاَصۡبَحُوۡا فِىۡ دِيَارِهِمۡ جٰثِمِيۡنَۙ ﴿٦٧﴾

رہے وہ لوگ جنہوں نے ظلم کیا تھا تو ایک سخت دھماکے نے ان کو دھر لیا اور وہ اپنی بستیوں میں اس طرح بے حس و حرکت پڑے کے پڑے رہ گئے

كَاَنۡ لَّمۡ يَغۡنَوۡا فِيۡهَا‌ ؕ اَلَاۤ اِنَّ ثَمُوۡدَا۟ كَفَرُوۡا رَبَّهُمۡ‌ ؕ اَلَا بُعۡدًا لِّثَمُوۡدَ ﴿٦٨﴾

کہ گویا وہ وہاں کبھی بسے ہی نہ تھے سنو! ثمود نے اپنے رب سے کفر کیا سنو! دور پھینک دیے گئے ثمود!

کیسے ایک طرف نبیوں پر سلامتی کی بات ہے اور ایک طرف قوموں پہ اللہ کی پھٹکار ہے۔

کیا پتہ چلا کہ جب قومیں اللہ کی بات نہیں مانتیں تو پھر بلا خر اللہ تعالیٰ اُنکو پکڑ لیتا ہے۔ کبھی بھی اللہ کا بنتے ہوئے کوئی آپ سے ناراض ہو، پرواہ نہ کریں۔ اُنکے لیئے نَاقَةُ اللہِ تھی۔ آج لوگوں کے لیئے دین کے احکامات نَاقَة بنے ہوئے ہیں۔ وہ اُس اُونٹھنی کے تقاضے نہیں پورے کر سکے۔ آج لوگ شریعت کے تقاضے نہیں پورے کر سکتے۔ اور اس طرح پھر پکڑ کا شکار ہو جاتے ہیں۔ واقعہ چونکہ پیچھے پڑھ چکے ہیں اس لیئے یہاں دُہرانے کی ضرورت نہیں۔

لیکن اپنے لیئے عمل کی بات یہی رکھیئے کہ نبیوں کی قوموں نے تو ایک بات کا انکار کیا اور پکڑے گئے، ہمارا حال کیا ہو گا کہ جنہوں نے ایک ایک وقت میں کئی کئی جُرم کیئے ہوئے ہیں۔ اگر اللہ نے اُنہیں پکڑا تو کیا ہمیں نہیں پکڑ سکتا تو دعا کیجیئے کہ اللہ ہمیں اپنی پکڑ سے بچا کے رکھے۔ نصیحت لینے والے بن جائیں۔ آمین